# ربیع الاوّل کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، علماء و بزرگان کے حوالے اور بالخصوص حضرت اقدس مسیح موعود کے پُر معارف، بصیرت افروز ارشادات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مقام کا تذکرہ

## دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعلق کانفرنسوں کے انعقاد اور غیر مسلم افراد کو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آگاہ کرنے کی مہم اور اس کے نیک اثرات کا تاریخی حوالہ سے تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 دسمبر 2016ء بمطابق 16 فتح 1395 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

ہم آجکل اسلامی مہینہ ربیع الاوّل سے گزر رہے ہیں۔ (-) دنیا خاص طور پر پاک و ہند میں اس مہینہ کی اہمیت اس لئے ہے ویسے تو ساری (-) دنیا میں ہے لیکن یہاں خاص طور پر اسے بڑا منایا جاتا ہے کہ بارہ تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ ایک تحقیق یہ کہتی ہے۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ''سیرت خاتم النبیین'' میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مصری سکالر کی تحقیق کے مطابق 9 ربیع الاوّل بنتی ہے۔

بہرحال ربیع الاوّل کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ لیکن افسوس ہے (-) کی حالت پر کہ یہ دن مناتے تو محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کی پیدائش کی خوشی میں ہیں لیکن آپس میں (-)...... (الحشر: 15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کے آپس کے تعلقات میں یہ خصوصیت بیان فرماتا ہے کہ...... (الفتح: 30) کہ آپس میں بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں لیکن یہ رحم تو دُور کی بات ہے اکثر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ روزانہ خبریں آتی ہیں سینکڑوں ...... کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں اور یہ چیز ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو سخت ناپسند ہے۔ اگر اپنے طور پر ظلم کر رہے ہیں تو کریں لیکن یہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ہو رہی ہے۔ ......کو قتل کر رہا ہے اور اللہ اور رسول کے نام پر قتل کر رہا ہے۔ وہ خدا جو ربّ العالمین ہے اور رحمان ہے، رحیم ہے، وہ رسول جو رحمۃ للعالمین ہے ان کے نام پر ظلم و بربریت کی مثالیں قائم کر کے بیکسوں، عورتوں، بچوں، معصوموں کو گھروں سے بے گھر کیا جا رہا ہے۔ ننگ اور بھوک میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ قتل کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر یہ سب کچھ انتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی سے کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ایک (مومن) کا عمداً قتل تمہیں جہنم میں لے جائے گا۔ کسی بھی معصوم کے قتل سے تم جہنم کی آگ سے بچ نہیں سکتے لیکن یہ مذہبی ٹھیکیدار اور مفاد پرست لیڈر سادہ اور کم علم (-) کو جنت کا لالچ دے کر اس قسم کے کام میں جھونکتے چلے جا رہے ہیں۔ (دین) کو اس قدر ان لوگوں نے بدنام کر دیا ہے کہ آج غیر مسلم دنیا میں (دین) کے نام سے پہلا تصور جو غیر مسلموں کے ذہنوں میں ابھرتا ہے وہ ظلم و بربریت ہے۔ ہاں ایک بات ہے جس پر یہ نام نہاد (-) لیڈر جمع ہو کر یا (-) جمع ہو کر ایک دوسرے سے تعاون کی باتیں اور تلقین کرتے ہیں اور وہ بات وہ ہے جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب (-) کی ایسی حالت ہو جائے گی، جب (-) کے دل آپس میں پھٹ جائیں گے، قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى کی حالت ہوگی، (-) ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔ نام نہاد (-) جن کے پاس (-) لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے پاس ہدایت ہے ہدایت کے لئے جائیں گے تو ان (-) کی بھی یہی حالت ہوگی کہ وہ بھی انہی کاموں میں مصروف ہوں گے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں بلکہ عام لوگوں سے بھی بدتر ان کی حالت ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ......۔ یعنی (-) آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 3 صفحہ 318-317 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت 2004ء)۔ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ فتنے پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ان میں سے فتنے پھوٹیں گے۔ اور یہی ہم آج (-) کی اکثریت میں دیکھ رہے ہیں کہ بجائے آگ بجھانے کے یہ لوگ آگ لگانے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا تھا کہ اس حالت میں (دین) کا درد رکھنے والے (-) مایوس نہ ہوں ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا جو اپنے آقا و مطاع کے کامل غلام کی حیثیت سے (-) کو بھی، غیر مسلموں کو بھی (دین) کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور (دین) کی خوبصورت اور روشن تعلیم سے دنیا کو روشن کرے گا اور پھر سے (-) واحدہ بنائے گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسی بات سے یہ (-) انکاری ہیں اور لوگوں کو بھی، عامۃ (-) کو بھی غلط باتیں بتا کر فساد کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ اور انہیں وہ باتیں فساد پیدا کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ جن کا وجود ہی نہیں ہے۔

ہر (-) کا یہ عقیدہ ہے اور اس پر کامل ایمان کے بغیر کوئی (-) کہلا ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں اور آپ پر شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن یہ فتنہ پرداز مولوی عوام الناس کے جذبات کو اس بات سے انگیخت کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔...... جو احمدی کہلاتے ہوئے پھر اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ فاسق، فاجر اور دائرہ (-) سے خارج ہے اور جماعت احمدیہ (-) کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ احمدی ختم نبوت کی وہ تعریف کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس کو قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے باہر ہو۔

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اس امّت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو۔

(کنز العمال جلد 11 صفحہ 251 کتاب الفضائل ذکر الصحابة وفضلهم رضی حدیث 32575 مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2004ء)

پس آپ نے نبوت کا راستہ بند نہیں فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے سے باہر نکل کر کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ کوئی نئی شریعت نہیں آ سکتی۔ اور ہم اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح و مہدی ہونے کی حیثیت سے نبی بھی مانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں رکھتے ہوئے مانتے ہیں اور یہی پرانے علماء کا بھی مسلک تھا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ''تفہیمات الٰہیہ'' میں لکھتے ہیں کہ ''مجھ پر نبی ختم کئے گئے'' (یہ

قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسا کوئی شخص نہیں آئے گا جس کو اللہ سبحانہٗ لوگوں کے لئے شریعت دے کر بھیجے۔(التفہیمات الالٰھیہ از شاہ ولی اللّٰہ دھلویؒ جلد 2 صفحہ 85 مکتبہ حیدری لاھور 1967ء)۔اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو شریعت لے کر آئے۔اس کے بغیر آ سکتا ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(الدر المنثور جلد 5 صفحہ 204 تفسیر سورۃ الاحزاب مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

پس ہم اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہوئے نبی کا درجہ دیتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل۔پس (-) جو وقتاً فوقتاً عوام الناس کو اس حساس بات پر ابھارتے رہتے ہیں کہ احمدی یا وہ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں تو ان کی یہ باتیں سوائے فتنہ کے کچھ نہیں ہیں۔

حکومت پاکستان کو یہ بڑا فخر ہے کہ انہوں نے اُس زمانے میں جب قانون پاس ہوا تھا اور اب اس کو 125 سال ہوگئے، تو بے سالہ مسئلہ، یہ ختم نبوت کا مسئلہ تھا اس کو حل کر دیا اور اس بات پر پاکستان میں (-) بھی اور بعض حکومتی کارندے بھی لوگوں کے جذبات کو ابھارتے رہتے ہیں۔تو یہ تو ان کی وہ حالت ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔عامۃ المسلمین بجائے اپنے ان (-) کی باتیں سننے کے یہ دیکھیں اور ان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا یہ زمانہ اس بات کو نہیں چاہتا کہ ایک مصلح آئے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور (-) کو اُمت واحدہ بنائے۔ یقیناً یہ زمانہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا بھی کر دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مکمل اور پوری ہو چکی ہے۔لیکن ان (-) نے نہیں ماننا کیونکہ ان کے منبر اور ان کی جو روٹی لگی ہوئی ہے وہ ان کے ہاتھ سے جاتی ہے۔یہ (-) کو بھی بھڑکاتے رہیں گے اور پاکستان میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ملکی قانون بھی ان کو کھلی چھٹی دیتا ہے اس لئے وقتاً فوقتاً احمدیوں کے خلاف اس الزام کی وجہ سے جلسے جلوس اور گالم گلوچ بھی کرتے رہتے ہیں۔لیکن یہ بداخلاق اور یہ رویے ان (-) کو ہی مبارک ہوں۔یہ تو یہ کر سکتے ہیں لیکن احمدی ایسی بیہودگیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

12 ربیع الاوّل کے حوالے سے ناموس رسالت اور ختم نبوت کے نام پر پاکستان میں چند دن پہلے (یہ چار دن پہلے تھا) دوالمیال میں اوباشوں اور (-) نے جمع ہو کر جلوس نکالا۔ہماری (بیت) پر حملہ کیا۔(بیت) کے اندر احمدی تھے۔احمدیوں نے اندر آنے نہیں دیا۔دروازے بند تھے۔لیکن پولیس کے کہنے پر جب احمدیوں نے دروازے کھولے اور پولیس کی اس ضمانت پر دروازے کھولے کہ وہ (بیت) کی حفاظت کریں گے اُس وقت یہ بلوائی (بیت) میں داخل ہو گئے اور پولیس ایک طرف ہو گئی اور پھر انہوں نے (بیت) کا سامان باہر نکال کر جلایا اور یوں انہوں نے اپنے زعم میں (دین) کی بہت بڑی خدمت کی۔

بہرحال ہم نے قانون سے نہیں لڑنا نہ ہم لڑتے ہیں جہاں تک مادی چیزوں کا سوال ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ٹھیک ہے نقصان کیا، کر دیں۔ہاں اپنے عقیدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لانے کا اور توحید کو اپنے دلوں میں گاڑنے کا جہاں تک سوال ہے اس کے لئے ہم اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں لیکن اس سے ہٹنے والے نہیں اور ہمیشہ ہم یہی کہتے آئے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں بھی دیتے آئے ہیں کہ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ...... کے اعلان سے ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

یہ لوگ تو رسمی میلاد مناتے ہیں، رسماً اکٹھے ہوتے ہیں۔تقریریں کیں اور ان کی جو تقریریں ہیں وہ بھی اکثریت پاکستان میں سوائے احمدیوں کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں ہوتیں۔یہ مغلظات بک کر وقتی طور پر ایک جوش نکال لیتے ہیں۔اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے انہوں نے (دین) کی بہت بڑی خدمت کر لی۔لیکن جماعت احمدیہ نے اصل خدمت کا بیڑا پہلے تو اُس وقت اٹھایا تھا جب حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا اور آپ نے یہی فرمایا کہ میں توحید کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔(دین) کی نشأۃ ثانیہ میرے ذریعہ سے ہونی ہے۔اور پھر خلافت ثانیہ میں اُس وقت جب ایک وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غیر مسلمانوں نے اخباروں اور کتابوں میں بیہودہ گوئیاں کیں، انتہائی غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھنا شروع کیا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بڑے پیمانے پر ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں منعقد کیں اور احمدیوں اور غیر (از جماعت)، سب (-) کو کہا کہ اب یہ وقت ہے کہ اختلافات چھوڑ کر اکٹھے ہو کر، جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور (دین) کا دفاع کروا اور وسیع پیمانے پر اس کا آپ نے ان کانفرنسوں کا آغاز فرمایا بلکہ جو غیر مسلم شرفاء تھے آپ نے ان غیر مسلموں کو بھی دعوت دی۔(-) کے تو ایمان کا حصہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لائیں اور آپ کی عزت وناموس کی حفاظت کریں لیکن حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات تو تمام دنیا پر ہیں۔آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں اس لئے جو غیر مسلم شرفاء ہیں وہ بھی آپ کی سیرت بیان کریں۔چنانچہ بہت سے غیر مسلم پڑھے لکھے لوگوں نے جن میں ہندو بھی شامل تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اپنے مضامین پڑھے۔1928ء میں جب قادیان میں پہلا جلسہ ہوا تو اس میں ہندو شعراء کی دو نعتیں بھی پڑھی گئیں۔

تمام ہندوستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر سیرت کانفرنسیں منعقد ہوئیں جیسا کہ مَیں نے کہا اور باوجود نظریاتی اور عقیدے کے اختلاف کے اس وقت کے غیر (از جماعت) نے (-) سمیت، (بعضوں نے اس مہم کی مخالفت بھی کی تھی) لیکن ان میں بہت سارے ایسے تھے جنہوں نے اس منصوبے کو اور اس کوشش کو کامیاب بنایا۔چنانچہ اخباروں نے اس پر تبصرے بھی کئے اور خبریں بھی شائع ہوئیں۔

ایک اخبار ’’مشرق‘‘ گورکھ پور ہے۔21 جون 1928ء میں اس نے لکھا کہ ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دو جہان سرورِ کون ومکاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کسی نہ کسی پیرائے میں (-) کے ہر فرقے نے کیا اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجے پر ہمارا شہر رہے۔جن اصحاب نے اس موقع پر تفرقہ اور فتنہ پردازی کے لئے پوسٹر لکھے۔(کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے مخالفت کرنی ہی کرنی ہوتی ہے) اور تقریریں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں۔(یعنی اخبار کے پاس) وہ بہت احمق ہیں۔اخبار لکھنے والا کہتا ہے وہ بہت احمق ہیں جو ہمارے عقیدے سے واقف نہیں۔ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... پر ایمان رکھے وہ ناجی ہے۔آگے لکھتا ہے کہ بہرحال 17 جون کو جلسہ کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد کو مبارکباد دیتے ہیں۔اگر شیعہ وسنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔

پھر ایک اخبار ’سلطان‘ کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔یہ بنگالی اخبار ہے۔اس نے 21/جون میں لکھا کہ جماعت احمدیہ نے 17/جون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے۔ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ روز بروز طاقتور ہو رہی ہے اور لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر رہی ہے۔ہم خود بھی اس طاقت کا اعتراف کرتے اور ان کی کامیابی کے متمنی ہیں۔

تو یہ اس وقت اخباروں نے بھی لکھا اور غیروں نے ساتھ بھی دیا۔اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا سوال تھا۔جماعت احمدیہ کو کسی سے خراجِ تحسین لینے کی ضرورت نہیں۔یہ کوشش تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس لئے کی تھی کہ (دین) دشمنوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسی ٹھٹھا کرنے والوں کو یہ پتا چلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا تھا اور یہ کہ اس بات پر (-) ایک ہیں۔قادیان میں بعض ہندوؤں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریریں کیں۔ الفضل نے خاص طور پر اس وقت خاتم النبیین نمبر شائع کیا۔اور اس کے بعد سے جماعت احمدیہ (-) تو باقاعدہ سیرت النبی کے جلسے منعقد کرتی ہے۔آپ نے جو چار پانچ نکات دیئے تھے ان میں ایک یہ

بھی تھا کہ بجائے صرف 12 ربیع الاول کے، سارا سال مختلف وقتوں میں سیرت کے جلسے ہونے چاہئیں۔

بہرحال یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہے اور جلسے منعقد ہوتے ہیں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دوسو سے زائد ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے یہ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور ......احمدی ہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جو مقام ختم نبوت کا صحیح ادراک رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام سے دنیا کو روشناس کروا رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہمیں اس زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود نے بتایا کہ اگر خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑو کہ آپ ہی اب راہِ نجات ہیں۔ کوئی اَور ذریعہ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ''وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں''۔

آپ نے کبھی اپنے آپ کو بڑا نہیں ثابت کیا۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی ہی بیان فرمائی۔

پھر اس الزام کو ردّ کرتے ہوئے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔''

پس جو ہمیں ختم نبوت کا منکر سمجھتے ہیں وہ خود اندھے ہیں اور ان کے دل کھوکھلے ہیں۔ سوائے نعرہ بازی اور فتنہ وفساد کے اور توڑ پھوڑ کے ان کے پاس اور ہے ہی کیا۔ کیا اسلام کا جو پیغام اس وقت جماعت احمدیہ دنیا میں پھیلا رہی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل نہیں ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے مانگی گئی دعاؤں سے مسیح موعود کی جماعت ہی حصہ لے رہی ہے۔

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود بیان فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) دیا جو خاتم المومنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیّینؐ ہے۔ اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابلِ فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے۔ کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔''

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کو بیان فرماتے ہوئے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح کو خداوند خدا پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے۔ مَیں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ پھر یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں، جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں۔ اور کسی دوسرے نبی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح پر دعوت کر کے ظاہر کر دے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے ہی متبوع کی قوت قدسی کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف (دین) کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے انفاس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مردِ خدا خدانمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔''

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ، آپ کے عجز وانکسار اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے آپ کی محبت میں سرشار ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''حدیث میں آیا ہے کہ اگر فضل نہ ہوتا تو نجات نہ ہوتی''۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے نجات ہوتی ہے۔) ''ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے سوال کیا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ سوال کیا) کہ یا حضرت کیا آپ کا بھی یہی حال ہے۔'' (یہ جو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو نجات نہیں ہوتی تو آپ کا بھی یہی حال ہے؟) ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا 'ہاں'۔'' آپ فرماتے ہیں ''یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کمال عبودیت کا اظہار تھا جو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو جذب کر رہا تھا۔'' پھر آپ بیان فرماتے ہیں کہ ''ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے اور متعدد مرتبہ آزمایا ہے بلکہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جب انکسار اور تذلّل کی حالت انتہا کو پہنچی ہے اور ہماری روح اس عبودیت اور فروتنی میں بہہ نکلتی ہے اور آستانہ حضرت واہب العطایا پر پہنچ جاتی ہے تو ایک روشنی اور نور اوپر سے اترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نالی کے ذریعہ سے مصفّٰی پانی دوسری نالی میں پہنچتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) روح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤید اور منور ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے۔ یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انوار وبرکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابدالآباد تک اس کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی اطاعت اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی اتباع سے ملتا ہے۔'' فرمایا ''مَیں سچ کہتا ہوں کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام وبرکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے''۔ (اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ) ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ ......''۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ آپ کی اتباع کرو تو پھر اللہ کی محبت ملے گی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نازل کرنے کی غرض بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے مَیں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ اس میں (معاذ اللہ)، اللہ تعالیٰ کی طرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائے گا''۔ (پھر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا فضول بات ہو گی) حالانکہ اس کی ذات پاک ہے (سبحانہ وتعالیٰ شانہ)۔ پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ

چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108) اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ:3)۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔"

پھر قرآن کریم کی بلند شان ہونے اور اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ قرآن مجید میں متفرق کتابوں کے تمام کمالات جمع ہیں اور صرف بطور قصہ کے نہیں بلکہ ایک مومن کے لئے عمل کرنے کے لئے ہیں آپ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیئے۔ اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں کر دیئے اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام اُمّتوں میں تھے وہ اس اُمّت میں جمع کر دیئے۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پا لیں اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسی کے موافق اس نے ہمیں قُویٰ بھی عطا کئے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ اس گروہ کی تعداد کے موافق کھانا تیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان (یعنی دعوت کی جگہ بھی) ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کرے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کُٹیا بنا دے''۔ (دعوت کرے ہزار آدمی کی اور جگہ بالکل تھوڑی سی رکھے۔) ''نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ (ان کے بیٹھنے کی جگہ بھی اتنی ہی رکھنی پڑے گی۔) اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے۔ (قرآن کریم ایک دعوت اور ضیافت ہے) جس کے لئے کُل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ (یہ دعوت، یہ شریعت تمام دنیا کے لئے ہے)۔ اس دعوت کے لئے خدا تعالیٰ نے جو مکان تیار کیا ہے وہ انسانی قویٰ ہیں''۔ (انسان میں جو طاقتیں وہ بنائی گئی ہیں وہ بیٹھنے کے لئے مکان ہے اس لئے ہر انسان کے لئے یہ کہنا کہ ہم قرآن کریم کے فلاں حکم پر عمل نہیں کر سکتے یہ بڑا مشکل ہے یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو وہ طاقتیں دی ہیں کہ ان پر عمل ہو سکے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ) ''جو ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں جو اس امّت میں ہیں''۔ (-) میں ان حقیقی (-) میں جو خالص ہو کر اپنے ایمان پر قائم ہیں ان کو یہ قویٰ دیئے گئے ہیں۔) پھر فرمایا کہ ''قُویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اب اگر بیل، کتے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کی تعلیمات کو پیش کریں تو وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے کہ ان میں وہ قُویٰ نہیں ہیں کہ جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ قُویٰ دیئے ہیں کہ ہم ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں''۔

پس اگر انسان اپنے آپ کو یہ کہہ کر جانور نہ سمجھے کہ ہمیں قویٰ نہیں، ہمیں طاقتیں نہیں کہ قرآن کریم پر عمل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو وہ طاقتیں دی ہیں اور ان کو نکھارنا پھر انسان کا کام ہے تا کہ قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرے۔

......آپ کس طرح (دین) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت رکھتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اس زمانے میں سب سے بڑی عبادت کیا ہے؟ فرمایا کہ:

''ایک (مومن) کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ (دین) پر پڑا ہوا ہے اس کے دُور کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دُور کرنے میں ہر ایک (مومن) کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھاوے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں بھی درجہ پا لیا تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب لو جس کی انتہا نہیں۔ ہر ایک (مومن) کو خدا تعالیٰ کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہئے جیسا کہ خود اللہ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ (-) خاموش ہو کر بیٹھ رہیں؟ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر لوگ بے حیائی سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں تو یاد رکھو کہ وہ بیشک بڑی بازپُرس کے نیچے ہے۔ چاہئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو''۔ (تمہارا اپنا دین کا جتنا علم ہے اس راہ میں خرچ کرو) ''اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ 'ہر کمال را زوالے'۔ تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں اور اب وقت قریب ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لئے ہر ایک (مومن) کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے''۔

اور اس نور اور روشنی کو دکھانے کے لئے اور پھیلانے کے لئے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم آپ کی بیعت میں آئے ہیں اب اس مشن کو آگے چلانا بھی ہمارا کام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود براہین احمدیہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جو الہام ہے وہ یہ ہے ......۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اُس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔ ؎

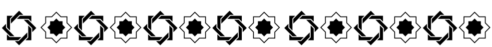
ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔

اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ درود کس غرض سے پڑھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

'درود شریف...... اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کرے اور اس کو تمام عالَم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے'۔ (اسی طرح درود شریف پڑھتے ہوئے دعا ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے لئے دعا ہونی چاہئے جس طرح اپنی کسی مشکل میں گرفتار ہو کر انسان دعا کرتا ہے) ''بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے۔ (فرمایا کہ اس سے کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے) ''کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوں اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے''۔

پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپ کے خاتم النبیّین ہونے کا ادراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دشمن کے ہر حملے اور ہر ظلم کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے سے بڑھ کر بھیجنے والے ہوں تا کہ (-) کو بھی آپ کے اس مقام کا صحیح ادراک حاصل ہو اور یہ بھٹکے ہوئے (-) بھی صحیح رستے پر آ جائیں اور دنیا میں بھی (-) کی خوبصورت تعلیم پھیلے۔



مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

# خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

## خطبہ جمعہ 18 نومبر 2016ء

س: خطبہ جمعہ کا موضوع بیان کریں؟

ج: فرمایا! دورہ کینیڈا کے حالات اور دورہ کے دوران نازل ہونے والی برکات کا ذکر کروں گا۔

س: پریس اور میڈیا کے حوالہ سے حضورانور نے کیا رپورٹ پیش فرمائی؟

ج: فرمایا! پریس اور میڈیا کے حوالے سے نوجوانوں نے بہت وسیع پیمانے پر کام کیا ہے۔ سیاستدانوں اور حکومتی اہلکاروں سے تو پہلے بھی وہاں تعارف تھا اور اچھے تعلقات بھی تھے ان میں بھی اضافہ کیا۔ لیکن اس دفعہ میڈیا سے تعلق میں واضح فرق نظر آیا۔ پہلے پریس اور میڈیا بڑے نخرے کیا کرتا تھا۔ اس دفعہ میڈیا والے پیچھے پھرتے تھے کہ ہمیں وقت دو ہم نے امام جماعت احمدیہ کا انٹرویو لینا ہے۔

س: حضورانور نے کن پروگراموں کا ذکر فرمایا؟

ج: فرمایا! تین نئی بیوت الذکر کے افتتاح پر، پارلیمنٹ، York یونیورسٹی میں لیڈر ریمز نیز ٹورانٹو اور کیلگری میں پیس سمپوزیم کے مواقع پر غیروں کے سامنے دینی تعلیمات پیش کرنے کا موقع ملا۔

س: حضورانور نے میڈیا سے انٹرویوز کے حوالہ سے کیا فرمایا نیز اس کے ذریعہ کتنے لوگوں تک پیغام پہنچا؟

ج: فرمایا! تین انٹرویو ہوئے جن میں گلوبل نیوز ٹورانٹو کے ذریعے تقریباً 3 لاکھ افراد، نیشنل نیوز چینل CBC کے مشہور جرنلسٹ چیف کارسپانڈنٹ پیٹرز مین برج نے انٹرویو لیا جو 10 ملین افراد، ایک نیشنل اخبار گلوب اینڈ میل میں بڑی تفصیلی خبریں شائع ہوئیں اور یوٹیوب چینل پر بھی آیا اس کے ذریعہ سے بھی ایک ملین افراد تک خبر پہنچی۔ پھر یونیورسٹی میں لیکچر کے حوالے سے اخبارات اور رسائل نے خبر دی تقریباً پانچ لاکھ افراد تک ہوئی۔

س: کینیڈا کے وزیراعظم اور دیگر وزراء سے ملاقات کی حضورانور نے کیا تفصیل بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! جلسے کے بعد آٹوا میں پارلیمنٹ میں پہلا پروگرام ہوا۔ سارا دن تقریباً مختلف پروگرام اور مصروفیات رہیں لوگوں سے ملنا جلنا رہا۔ وزیراعظم سے علیحدہ اور پھر ان کے کچھ وزراء کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ ان کا جو تعاون ہمیشہ جماعت کے ساتھ رہا ہے اس کا شکریہ بھی میں نے ادا کیا۔ پھر تقریب میں کینیڈین گورنمنٹ کے چھ وزیر، 57 نیشنل ممبران پارلیمنٹ، 11 مختلف ممالک کے ایمبیسیڈرز، امریکہ کی ایمبیسی کے فرسٹ سیکرٹری، لیبیا کی ایمبیسی کے نمائندگان، صوبہ انٹاریو کے منسٹر، 30 سے زائد اہم شخصیات چیف آف سٹاف اور منسٹرز، evangelical fellowship کے ڈائریکٹر، کینیڈین ریڈ کراس کے چیف کمیونیکیشن آفیسر، RCMP کے اسسٹنٹ کمشنر، یونیورسٹی آف آٹوا اور کارلٹن یونیورسٹی کے پروفیسرز، Deans اور وائس پریذیڈنٹ، کینیڈین کونسل فار مسلم کے ڈائریکٹر، US گورنمنٹ کے نمائندگان اور بعض Think Tank کے ممبر شامل تھے۔ گویا وہاں ان لوگوں کی جو اپنے آپ کو دنیا کے معاملات چلانے والا سمجھتے ہیں ایک بڑی اچھی gathering تھی۔

س: حضورانور کے خطاب کے بعد ممبران پارلیمنٹ اور دیگر اہم شخصیات نے کیا تاثرات بیان کئے؟

ج: **جوڈی سیگرو** نے کہا کہ امام جماعت کا یہ خطاب ان نصائح سے پُر تھا کہ ہم کس طرح تیسری جنگ عظیم سے بچ سکتے ہیں۔ یہ پیغام ساری دنیا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ **کیون وان** نے کہا کہ قرآن کریم کے حوالے سے مختصر الفاظ میں بہت سے عناوین پر روشنی ڈالی۔ اس سے میرے علم میں بھی اضافہ ہوا۔ **لوئس آرمر** نے کہا کہ نہایت صاف زبان میں امام جماعت نے ہماری کمیوں، کمزوریوں اور مغربی معاشرے کے مسائل پر روشنی ڈالی۔ **راج سینی** نے کہا کہ دین حق کے بارے میں بتایا کہ امن پسند مذہب ہے۔ **ماجد جواہری** کہتے ہیں کہ دنیا میں قیام امن ایک بہت بڑا چیلنج ہے جو ہم نے آج پیغام میں سنا اور اس کو ہم نے مل جل کر حل کرنا ہے۔ **کرسٹی ڈنکن صاحبہ ممبر پارلیمنٹ** کہتی ہیں کہ خطاب میں کئی پہلو بیان کئے مثلاً عدل وانصاف، امن، اقوام متحدہ اور ہم سب کو مل کر انسانیت کی بہتری کیلئے کوشش کرنا۔ **ممبر پارلیمنٹ نکولا ڈی اوریو** نے کہا کہ آپ نے مذہب کے پس منظر میں دنیا کے مسائل پر روشنی بھی ڈالی۔ ہمیں اس طرح متوجہ کیا کہ مذہبی معاملات میں برداشت ہونی چاہئے۔ شاید ہی میں نے اس خطاب سے بہتر کوئی ایڈریس سنا ہو۔ **جرمن سفیر وِرنر وینٹ** نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ نے مستقبل کی تصویر کشی کی ہے ہم سب بھی ایسا ہی پرامن مستقبل چاہتے ہیں ان کے خطاب سے ہمیں پتا چلا کہ دین حق پرامن مذہب ہے اور ہم یورپ میں آنے والوں کے ساتھ مل کر رہ سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ مذہب کے معاملے میں حکومتوں کو دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔

س: حضورانور سے ملاقات کے بعد وزیراعظم نے اپنے ٹویٹ میں کیا لکھا؟

ج: وزیراعظم صاحب نے اپنے ٹویٹ اکاؤنٹ پر تصویر کے ساتھ لکھا کہ مجھے آج آٹوا میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا مسرور احمد سے مل کر خوشی ہوئی۔

س: پیس سمپوزیم میں حضور کا خطاب سن کر مہمانوں نے کن خیالات کا اظہار کیا؟

ج: **ایک پادری** کہتے ہیں کہ اس خطاب کی اہمیت یہ بھی ہے کہ دنیا میں بہت سی غلط فہمیاں اور خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے لیکن آج کے پیغام میں یہ بات واضح تھی کہ ہمارے درمیان مشترک چیزیں زیادہ ہیں اور اختلاف کی باتیں کم۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ **گریگ کینیڈی** کہتے ہیں کہ میں آج اپنی بہن کے ساتھ آیا ہوں جس نے دین حق قبول کیا ہے۔ امام جماعت کا پیغام سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میری بہن اتنی محبت کرنے والے اور لوگوں کی خدمت کرنے والوں میں شامل ہوئی ہے۔ **نائل ایسوسی ایشن کے صدر محمد الحواجی** کہتے ہیں کہ آج کا پیغام نہایت واضح تھا کہ ہم سب کو محبت کے ساتھ رہنا چاہئے اور ہمیں کسی سے نفرت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں گے تو امن قائم نہیں ہوسکتا۔ **ابویوسف صاحب ممبر زمیدا کمیٹی** کہتے ہیں میں نے آج سنا اور دیکھا اس سے میں بہت متاثر ہوا۔ امام جماعت نے اپنے خطاب میں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ سے یہ بھی ثابت کیا کہ انہوں نے جبراً کبھی بھی کسی کو اسلام میں داخل نہیں کیا اور آنحضرت ﷺ نے کس طرح تمام انسانیت کی خدمت کی۔ **ایک صحافی یوسر البارانی** کہتے ہیں کہ یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ امام جماعت نے آپس میں صلح کے ساتھ رہنے کے بارے میں بتایا۔ ایک مذہبی لیڈر اس بارے میں بات کرے تو وہ ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔

س: بیت محمود ریجائنا کی Reception میں شامل مہمانوں کے تاثرات بیان کریں؟

ج: (1) مذاہب عالم کے ایک پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ نہایت پر معارف اور دلکش خطاب تھا ان تمام خطابات میں سے نمایاں تھا جو میں نے مذاہب عالم کے پروفیسر کے طور پر سنے ہیں۔ امام جماعت کی یہ بات مجھے بہت اچھی لگی کہ اگر دنیا میں سب امن چاہتے ہیں تو یہ ان غریبوں کو نظر انداز کر کے نہیں حاصل ہوسکتا جو تکالیف میں مبتلا ہیں۔ ان کا پیغام ہمارے اس ملٹی کلچرل اور ملٹی ریلیجس سوسائٹی میں باہمی تعاون اتفاق اور احترام کو ترویج دینے کے لئے بہت اہم تھا۔ (2) Legislative اسمبلی سسکاٹون کے ممبر پال میری مین کہتے ہیں کہ امام جماعت بہت ہی محبت سے اپنی طرف بلا رہے ہیں اور سب سے محبت کرنے کیلئے تیار اور مستعد ہیں۔ (3) سسکاٹون کے اپوزیشن لیڈر Trent Wotherspoon کہتے ہیں کہ ایک خوبصورت اجتماع تھا۔ امام جماعت کا پیغام طاقتور اور ضروری تھا۔ ہمارے مذاہب میں مشترک باتوں کی نشاندہی کی۔ یہ پیغام کہ ہم دوسروں کیلئے وہی پسند کریں جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں ہم سب کیلئے اہم ہے۔

س: بیت الامان لائڈ منسٹر کے افتتاح کے حوالہ سے کیا بیان ہوا؟

ج: فرمایا لائیڈ منسٹر بیت الامان کا افتتاح ہوا۔ ریسپشن میں سسکاٹون کی legislative اسمبلی کے ممبر، سابق ممبران پارلیمنٹ، نئے میئر، قریبی علاقوں کے میئرز، ڈپٹی میئرز، کونسلر، پروفیسرز، ٹیچرز، صحافی اور دیگر لوگ شامل تھے۔

س: Jason Kenny سابق منسٹر برائے امیگریشن اینڈ ڈیفنس نے کیا بیان کیا؟

ج: فرمایا! کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ دین حق کا روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کررہی ہے۔ آج امام جماعت احمدیہ نے ان تمام منفی تصورات کا جواب دیا جو لوگوں کے دلوں میں دین حق اور بیت الذکر کے بارے میں آسکتے ہیں۔

س: کیلگری پیس سمپوزیم میں کن بڑے مہمانوں نے شرکت اختیار کی؟

ج: 11 نومبر کو جمعہ کے بعد کیلگری میں پیس سمپوزیم تھا۔ اس میں تقریباً 644 مہمانوں نے شرکت کی۔ جن میں کینیڈا کے سابق وزیراعظم، البرٹا کے منسٹر برائے ہیومن سروسز، کیلگری کے سابق اور موجودہ میئر، سابق وزیر Jason Kenney، یونیورسٹی آف کیلگری کے ڈین اور وائس چانسلر، بعض قریبی علاقوں کے میئرز اور ڈپٹی میئرز، ریڈ ڈیئر کالج (Red Deer) کے پریذیڈنٹ، Legislative اسمبلی کے ممبران اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔

س: کینیڈا کے سابق وزیراعظم نے اپنے خیالات کا اظہار کن الفاظ میں کیا؟

ج: کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے ہمیشہ دین حق کا پرامن پیغام دنیا تک پہنچایا ہے۔ یہ پیغام پرحکمت اور عظیم الشان ہے جو ان کی جماعت کے تمام ممبران کا عکس بھی ہے۔ میرے خیال میں امام جماعت کے ریمارکس بہت ہی ضروری اور اہم ہیں اور ہر ایک کو ان کو سننے کی ضرورت ہے۔

س: کیلگری کے میئر کے تاثرات بیان کریں۔

ج: کہتے ہیں کہ بڑا اچھا خطاب تھا۔ بڑی جرأت کے ساتھ دین حق کی پرامن تعلیم کو پیش کیا۔ ایسی بات سننا خوش آئند ہے۔ یہ آغا خانی ہیں۔

س: کیلگری میں میڈیا کوریج کے حوالہ سے کیا رپورٹ پیش ہوئی؟

ج: کیلگری میں مختلف نیوز چینل، ٹی وی، ریڈیو اور اخباروں نے خبریں دیں، انٹرویو اور پریس کانفرنس وغیرہ ہوئی ہیں اس کے ذریعہ سے 5 ملین لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔ 32 ٹی وی چینلز نے پانچ زبانوں میں خبریں نشر کیں جن کے ذریعہ 40 ملین افراد تک پیغام پہنچا ریڈیو۔ 6 زبانوں میں مختلف ریڈیو سٹیشنز پر تیس خبریں نشر ہوئیں اور ان کے ذریعہ سے 8 لاکھ لوگوں تک پیغام پہنچا۔ 227 اخبارات میں بارہ مختلف زبانوں میں خبریں اور انٹرویو شائع ہوئے جن کے ذریعہ سے 4.8 ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ 14.6 ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ اس طرح مجموعی طور پر 60 ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچا ہے۔

☆☆☆☆☆